

امام محمد بن حسن الشیبانیؒ

جناب عبد الرشید عراقی صاحب

امام محمد بن حسن الشیبانی فقہ حنفی کے اساطین میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ان کا تعلق دمشق کے قریب ایک گاؤں حرستا سے تھا۔ ان کے والد حسن حرستا سے ترک سکونت کر کے عراق کے شہر واسط آ گئے۔ جہاں امام حسن ۳۲ھ میں پیدا ہوئے۔ امام محمد بن حسن سن رشد کو پہنچے کہ ان کے والد حسن واسط سے کوفہ منتقل ہو گئے۔ کوفہ اس وقت علم و فن کا مرکز تھا۔ اور علماء و مشائخ کا گہوارہ تھا۔

علامہ ابن القیم (م ۵۱۷ھ) فرماتے ہیں کہ:

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد علم نبوت کے تین مراکز تھے،

مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور کوفہ۔ مکہ معظمہ کے صدر معلم حضرت عبد اللہ

بن عباس (م ۳۷ھ) اور مدینہ منورہ کے حضرت عبد اللہ بن عمر (م ۳۷ھ)

اور کوفہ کے حضرت عبد اللہ بن مسعود (م ۳۲ھ) تھے۔

حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۷ھ) فرماتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب

(م ۳۷ھ) نے اسی شہر کو دار الخلافہ بنایا۔ اور آپ کے بیشتر فیصلے کوفہ سے صادر ہوئے تھے۔

۱۔ تاریخ بغداد جلد ۲ ص ۱۴۲۔

۲۔ اعلام الموقعین جلد ۱۔

كان اغلب قضایا بالكوفة له

”حضرت علیؑ کے بیشتر فیصلے کوفہ سے صادر ہوتے تھے“

کوفہ کو حضرت عمر بن خطاب (م ۲۳ھ) نے آباد کیا تھا۔ اور حضرت علیؑ بن ابی طالب (م ۴۰ھ) کی تشریف آوری سے پہلے علم و فن اور قرآن و سنت کا دارالعلوم بن چکا تھا۔

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) لکھتے ہیں:

ولما ذهب (علیؑ) الكوفة كان اهل الكوفة قبل ان

يأتيهم قد اخذوا الدين عن سعد بن ابى وقاص
وابن مسعود وحذيفة وعمار وابى موسى وغيرهم
ممن ارسله عمر الى الكوفة۔

”جب حضرت علیؑ کوفہ تشریف لے گئے تو اہل کوفہ آپ کے وہاں

آنے سے پہلے حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت

حذیفہ، حضرت عمار، حضرت ابو موسیٰ وغیرہ (رضی اللہ عنہم) سے جن کو

حضرت عمر فاروقؓ نے کوفہ روانہ کیا تھا، دین حاصل کر چکے تھے“

حافظ سخاوی (م ۹۰۲ھ) لکھتے ہیں کہ کوفہ میں ایک ہزار پچاس صحابہ کرامؓ نے

سکونت اختیار کی۔ جن میں ۲۴ صحابہ وہ تھے جو غزوہ بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے ہم رکاب رہے تھے۔

تعلیم کا آغاز | امام محمد بن حسن نے کوفہ میں تعلیم کا آغاز کیا۔ امام مسعر بن کدّام (م ۱۵۵ھ)

امام سلفیان ثوری (م ۱۸۰ھ)، امام اوزاعی (م ۱۵۰ھ) سے حدیثیں روایت کیں۔

۱۔ حجة الله البالغة جلد ۱ ص ۱۳۲۔

۲۔ منهاج السنة والنبوة جلد ۳ ص ۱۵۷۔

۳۔ فتح المغیث ص ۳۸۲۔

امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں | امام محمد بن حسن حضرت امام ابو حنیفہ (م ۱۵۰ھ) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دو سال تک آپ کی خدمت میں رہ کر جملہ علوم اسلامیہ تفسیر، حدیث اور فقہ کی تعلیم حاصل کی۔

امام ابو یوسفؒ کی خدمت میں | امام ابو یوسفؒ (م ۱۸۲ھ) جو امام ابو حنیفہ (م ۱۵۰ھ) کے شاگرد تھے۔ اور ان کا شمار فقہ حنفی کے اجلہ ائمہ کرام میں ہوتا ہے۔ خلیفہ ہارون الرشید (م ۱۹۳ھ) کے عہد میں قاضی القضاة رہے۔ امام محمد ان کے درجے میں شامل ہوئے اور فقہ کی تکمیل کی۔

امام مالک بن انس کی خدمت میں | قرآن اور فقہ کی تعلیم امام محمد نے حضرت امام ابو حنیفہ (م ۱۵۰ھ) اور حضرت امام ابو یوسفؒ (م ۱۸۲ھ) سے حاصل کی۔ اور حدیث کی تعلیم اس سے پہلے امام مسعر بن کدام (م ۱۵۵ھ)، امام سفیان ثوری (م ۱۶۱ھ) اور امام اوزاعی (م ۱۵۷ھ) سے حاصل کر چکے تھے۔ لیکن ان کو کسی ایسے استاد کی ضرورت تھی، جو خاص حدیث کا ذوق رکھتا ہو۔ اس کے لیے امام محمد نے دربار نبوی کا رخ کیا۔ اور امام مالک بن انس (م ۱۷۹ھ) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کی خدمت میں تین سال رہ کر حدیث کی تعلیم حاصل کی۔

تکمیل تعلیم کے بعد | امام محمد بن حسن ۲۰ سال کی عمر میں جملہ علوم اسلامیہ یعنی تفسیر، حدیث، فقہ و تجربہ میں تکمیل کے بعد درس و تدریس میں مشغول ہوئے، اور ان کے حلقہ درس میں، کوفہ، بصرہ، شام، ہرات، رے، نیشاپور، حلب، بخارا، اور اقصائے عرب، غرمن، ذیلے اسلام کے گوشہ گوشہ سے تشنگان علم آ کر اس سرچشمہ علم سے سیراب ہونے لگے۔ ان کے تلامذہ کا استقصاء بہت دشوار ہے۔ امام محمد بن ادریس شافعی | امام محمد بن ادریس شافعی (م ۲۰۴ھ) جو خود ایک فقہ کے بانی ہیں۔ امام محمد بن حسن کے ارشاد تلامذہ میں تھے۔ ۱۸۲ھ میں امام محمد بن حسن

کی شاگردی اختیار کی۔ اور آپ سے فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ امام محمد بن ادریس شافعیؒ
 دم سکنہ صابو امام محمد بن حسن کی شاگردی میں آنے سے پہلے اجتہاد و فقہ سے پورے
 طور پر واقف ہو چکے تھے۔ از سر نو تحصیل علم میں مشغول ہوئے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

” امام شافعی نے فقہ عراق کو بجمال حاصل کیا۔ اور امام محمد کی خدمت

میں تین سال سے زائد رہے۔ بالآخر فقہ کے بانی مکتبہ سس قرار پائے۔“

امام شافعی نے امام محمد کی بارگاہِ قیض سے جو کچھ حاصل کیا تھا اس پر تازہ زندگی ممتون

رہے۔

علاء ابن خلکان (م ۶۸۰ھ) لکھتے ہیں کہ:

” امام محمد امام شافعی کا بہت خیال فرماتے تھے اور جو برتاؤ امام محمد

کا امام شافعی سے تھا، وہ کسی دوسرے شاگرد کے ساتھ نہیں تھا۔“

موطائے امام مالک کا درس | اہل عراق میں امام محمد پہلے شخص ہیں جنہوں نے مدینہ منورہ

میں تین سال رہ کر امام مالکؒ (م ۱۶۹ھ) اور دوسرے ائمہ حدیث سے استفادہ

کیا۔ اور ان کی مرویات کا ایک بہت بڑا سرمایہ اپنے ساتھ عراق لے گئے۔ امام مالکؒ

کی مرویات کی تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ امام اسد بن قرات (م ۲۱۳ھ) جو حضرت

امام مالکؒ (م ۱۶۹ھ) کے شاگرد تھے۔ فرماتے ہیں کہ:

” ایک دن ہم لوگ امام محمدؒ کے درس میں شریک تھے کہ ایک شخص مجلس

میں کودتا پھاندا تیزی سے امام محمدؒ کے پاس پہنچا اور اُس نے کچھ آہستہ سے

کہا۔ ہم نے سنا کہ امام محمدؒ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاٰجِعُوْنَ، پڑھا

اور فرمایا کہ کتنی بڑی مصیبت ہے کہ امام مالکؒ امیر المؤمنین فی الحدیث کی وفات

لہ توالی التاسیس ص ۶۹۔

۱۰ تاریخ ابن خلکان جلد ۲ ص ۲۰۶۔

ہو گئی۔ اس کے بعد تمام مجلس میں ماتم برپا ہو گیا۔^۱ سہ

عہدہ قضا | اسلاف میں بہت سی ایسی ہستیاں ملیں گی، جنہوں نے اپنے فضل و کمال کے باوجود حکومت کا کوئی عہدہ قبول نہیں کیا۔ اور نہ امر اور سلاطین کی صحبت کو پسند کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ایسا اوقات سلاطین اور اراکین سلطنت کے دباؤ سے ایسا کام کرنا پڑتا تھا جو ان کے ضمیر اور حمیت دینی کے خلاف ہوتا تھا۔ اسی اصول کے تحت حضرت امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) نے خلیفہ منصور (م ۱۵۸ھ) کی طرف عہدہ قضا کی پیش کش مسترد کر دی۔ امام ابو یوسفؒ (م ۱۸۲ھ) نے ایک خاص مصلحت کے تحت عہدہ قضا کو قبول کیا۔ اور مصلحت یہ تھی کہ اس عہدہ قضا کے ذریعہ امام ابوحنیفہ (م ۱۵۰ھ) کے مسک کی ترویج و اشاعت ہوگی۔ جب امام محمد بن حسن کو عہدہ قضا کی پیش کش ہوئی۔ تو امام ابو یوسف (م ۱۸۲ھ) نے امام محمد بن حسن کو عہدہ قضا قبول کرنے کی درخواست کی۔ چنانچہ امام محمدؒ نے عہدہ قضا کو قبول کر لیا۔

امام شمس الدین ذہبی (م ۷۴۸ھ) نے امام محمدؒ کے عہدہ قضا قبول کرنے پر اپنی تاریخ میں اس واقعہ کو تفصیل سے لکھا ہے۔ امام ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں کہ:

”رقہ میں خلیفہ ہارون الرشید (م ۱۹۳ھ) کے سامنے قاضی کے تقرر کا مسئلہ پیش ہوا۔ اور اس سلسلہ میں امام ابو یوسفؒ (م ۱۸۲ھ) سے مشورہ کیا گیا۔ انہوں نے امام محمدؒ کے انتخاب کا مشورہ دیا۔ امام محمدؒ اس وقت کوفہ میں تھے۔ کوفہ سے بغداد بلانے گئے۔ اور پہلے امام ابو یوسفؒ (م ۱۸۲ھ) کے پاس گئے۔ اور ان سے اپنے انتخاب کی وجہ دریافت کی۔ اور امام ابو یوسفؒ نے ان سے پورا واقعہ بیان کر دیا۔ اور کہا کہ میں نے یہ مشورہ اس لیے دیا ہے کہ کوفہ اور بصرہ میں ہمارے مسک کی بہت اشاعت ہو چکی ہے۔ اگر آپ شام چلے جائیں گے

۱۔ تاریخ بغداد جلد ۲ ص ۱۷۳۔

۲۔ موسم گرما میں عباسی خلفاء کا دار الخلافہ ہوتا تھا (عراقی)

قوداں بھی اس کی تردید کا ذریعہ پیدا ہوگا۔ امام محمدؒ نے اس مصیبت کو اپنے انتخاب کے لیے پسند نہیں کیا۔ اور کہا کہ اس میں براہ راست مجھ سے گفتگو کرنی چاہیے تھی۔ اس گفتگو کے بعد امام ابو یوسفؒ نے ان سے یحییٰ برمکی کے پاس چلنے کو کہا۔ دونوں صاحب یحییٰ کے پاس گئے۔ امام ابو یوسفؒ نے یحییٰ سے کہا کہ محمد بن حسن سامنے موجود ہیں۔ ان سے عہدہ قضاء کے لیے معاملات طے کر لیجئے۔ یحییٰ نے امام محمدؒ پر ایسا دباؤ ڈالا کہ وہ عہدہ قضاء قبول کرنے کے لیے مجبور ہو گئے۔

امام ابو یوسفؒ سے ناراضگی | امام محمد بن حسن نے عہدہ قضاء بادل ناخواستہ قبول کر لیا تھا۔ اور آپ یہ سمجھتے تھے کہ اس سلسلہ میں امام ابو یوسفؒ (م ۸۲ھ) نے پیش رفت کی جس کی بنا پر مجھے مجبوراً عہدہ قضاء قبول کرنا پڑا۔ اس لیے انہوں نے اس سلسلہ میں امام ابو یوسفؒ (م ۸۲ھ) سے ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ اور اس ناراضگی نے اس قدر شدت اختیار کی کہ ان کے یہاں آمدورفت ترک کر دی۔ امام ابو بکر خطیب بغدادی (م ۲۶۳ھ) نے یہاں تک لکھا ہے کہ امام ابو یوسفؒ کے انتقال پر امام محمد بن حسن نے ان کے جنازہ میں شرکت تک نہیں کی۔

امام محمد کی حق گوئی اور عہدہ قضاء سے برطرفی | امام محمد نے عہدہ قضاء بادل ناخواستہ قبول کر لیا تھا۔ اور اس میں ان کی خواہش کا ذرہ بھی دخل نہ تھا۔ اس لیے اس عہدہ پر جب تک فائز رہے بڑی دیانت داری اور بلا کسی رورعایت کے فرائض انجام دیتے رہے، اور آزادی و حق گوئی کا سرشتہ کبھی ہمت سے نہ جانے دیا۔ ۸۵ھ میں یحییٰ علوی نے جب علم بغاوت بلند کیا۔ تو ہون الرشید (م ۱۹۳ھ) اس کا سرو سامان دیکھ کر حواس باختہ ہو گیا۔ اور قب کر صلح اختیار کی۔ معاہدہ قلمبند ہوا۔ اور یحییٰ کے اطمینان کے لیے

۱۔ مناقب امام محمدؒ ص ۵۵، ۵۶۔
۲۔ تاریخ بغداد ترجمہ امام محمد بن حسن۔

بڑے بڑے علماء، فغلا، فقہاء اور محدثین نے اس پر دستخط کیے۔ یہی صلح پر راضی ہو کر بعد آئے تو چند روز بعد مروان الرشید نے نقض عہد کرنا چاہا۔ تمام علماء نے کرام نے مروان الرشید کے خلاف فتویٰ دے دیا کہ موجودہ صورت میں نقض عہد جائز ہے۔ لیکن امام محمد بن حسن نے اعلیٰ مخالفت کی اور فرمایا: "نقض عہد جائز نہیں" چنانچہ امام محمد پر عتابِ شاہی نازل ہوا اور عہدہ قضا سے برطرف کر دیئے گئے۔ اور اس کے ساتھ آپس فتویٰ دینے سے روک دیا گیا۔ اور ساتھ ہی قیودینہ کی مصیبت بھی اٹھانی پڑی یہ رٹ ٹی اور عہدہ قضا پر بحالی | امام محمد بن حسن جب قید میں تھے۔ ان دنوں مروان الرشید (م ۹۳ھ) کے بیوی ام جعفر جا شیدا و وقف کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ اور اس سلسلہ میں امام محمدؒ سے فتویٰ طلب کیا۔ امام محمدؒ نے فرمایا کہ مجھے فتویٰ دینے سے روک دیا گیا ہے۔ اس لیے میں آپ کے مسئلہ پر کچھ نہیں بتا سکتا۔ ام جعفر نے اس سلسلہ میں مروان الرشید سے گفتگو کی، انہوں نے امام محمد کو روک کر دیا۔ اور اس کے ساتھ فتویٰ دینے کی اجازت بھی دے دی۔ اور دوبارہ ان کو عہدہ قضا پر بحال کر دیا۔ چنانچہ آپ اخیر تک عہدہ قضا پر فائز رہے۔

وفات | ۱۸۹ھ میں مروان الرشید رہے گیا تو اپنے ساتھ امام محمدؒ اور مشہور امام شوکسانی کو اپنے ساتھ لے گیا۔ یہاں امام محمدؒ کا ۵۸ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ اور اسی دن یا دو دن بعد امام شوکسانی کا بھی انتقال ہوا۔ مروان الرشید کو ان دونوں ائمہ فن کے انتقال کا بہت صدمہ ہوا۔ اور نہایت افسوس کے ساتھ کہا کہ:

"میں نے فقہ اور نحو کو رے میں دفن کر دیا ہے"۔

(باقی)

۱۔ بلوغ الامانی ص ۴۰

۲۔ ایضاً ص ۴۰

۳۔ بحار المصنوعہ جلد ۲ ص ۴۴ -